دفن کے بعد قبر پر اذان دینے اور اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام
پڑھنے کے استحسان پر مبارک فتویٰ

ایذان الاجر

در ملک:
محمد حفیظ الرحمٰن معصومی غفرلہ

از افادات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولینا شاہ احمد رضا خاں
قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

مکتبہ رضویہ عقب مسجد عثمانیہ انجن شیڈ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۵

مَا مِنْ شَیْئٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ

"اللہ تعالٰی کے ذکر سے بڑھ کر عذاب اللہ سے بچانے والی کوئی چیز نہیں۔"

دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتوٰی

ایذان الاجر فی اذان القبر

۱۳۰۷ھ

آخر میں اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام بطور تثویب پڑھنے سے متعلق فتوٰی

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان

بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۹۷۰ء — ۱۳۹۰ھ

ناشر

مکتبہ رضویہ عقب مسجد افغاناں انجن شیڈ لاہور

ہدیہ: ۷۵ نئے پیسے

مرحباً احمد رضا مخدوم ما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ حامداً و مصلیاً و مسلماً

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ جب نہایت ہی کم عمری کے عالم میں ہوش سنبھالی تو اپنے گرد و پیش علم و فضل، تحقیق و تدقیق کے لہلہاتے ہوئے باغ دکھائی دیئے۔ آپ کو ذکاوت و فطانت، جودت ذہنی، عمیق النظری، فکری گہرائی اور گیرائی ورثے میں ملی تھی۔ آپ کے والد ماجد امام المتکلمین فخر المحققین مولانا نقی علی خاں صاحب اور جدِ امجد بحر العلوم و الفنون رئیس المدققین یگانۂ روزگار ہستیاں تھیں اور فضل و کمال میں بے مثال ان حضرات کی تربیت میں آپ نے صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کر لی اور پھر ایک وہ وقت آیا جبکہ اہلِ علم نے آپ کو بالاتفاق مجددِ عصر تسلیم کیا۔

آپ نے کم و بیش چھوٹی بڑی ایک ہزار کتابیں لکھیں جنہیں علماء و فضلاء کے حلقے میں نہایت وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اپنی افادیت کے پیشِ نظر بے حد مقبول ہیں۔ مخالفین بھی اگر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں تو انہیں مصنف کی عظمت و جلالت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

آپ علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جن کی نظر میں دنیاوی جاہ و حشم رکھنے والے امراء و سلاطین چنداں وقعت نہیں رکھتے چنانچہ ایک دفعہ مولانا ہدایت الرسول صاحب حاضر ہوئے ان کا تعلق نواب رام پور نواب حامد علی خاں سے تھا وہ جب بھی نواب صاحب کی کوئی بات کرتے تو یوں کہتے کہ "سرکار نے یوں کہا، سرکار نے یوں کہا"۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے برجستہ فرمایا ؎

بجز سرکارِ سرِ کارِ ایجاد ٭ سر و کارِ بہ سر کارے ندارم

"یعنی ایجادِ کائنات کے سرِ اعظم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمیں کسی (دنیاوی) سرکار سے غرض نہیں"

بایں ہمہ استغنا، جب ایک سید صاحب تشریف لائے اور کہا کہ میں ایک مفلوک الحال آدمی ہوں اور نواب حامد علی خاں

انکی بہت عزت کرتے ہیں اگر آپ ان کیطرف رقعہ لکھ دیں تو مجھے روزگار مہیا ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا وہ رافضی ہے میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تعمیل ارشاد کے طور پر لکھ دیتا ہوں رقعے کا مضمون یہ تھا:

إِنْ أَعْطَيْتَ فَاللّٰهُ الْمُعْطِي وَالْعَبْدُ مَشْكُورٌ وَإِنْ مَنَعْتَ فَاللّٰهُ الْمَانِعُ وَالْعَبْدُ مَعْذُورٌ

فقیر قادری احمد رضا

(اگر حامل ہذا کو کوئی مقام دیدو تو درحقیقت اللہ عطا فرمانے والا ہوگا اور بندہ مشکور، اور اگر نہ دو تو یہ بھی اسی کیطرف سے ہوگا اور بندہ معذور)

جب سید صاحب رقعہ لیکر نواب صاحب کے پاس پہنچے تو نواب صاحب نے حد درجہ عزت افزائی کی اور رقعہ کو لیکر سر پر رکھا اور مدار المہام سے کہا کوئی جگہ خالی ہو تو انہیں وہاں لگا دو۔ مدار المہام نے کہا فی الحال ۷۰ روپے ماہانہ کی جگہ خالی ہے نواب صاحب نے کہا انہیں وہاں مقرر کر دو پھر کوئی اچھی جگہ ہوئی تو وہاں ان کا تعین کر دینا۔

یہ دونوں واقعے امام المحدثین قدوۃ الفقہاء حضرت علامہ سید ابوالبرکات صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بیان فرمائے۔

اہلسنت وجماعت کا آفتاب جہانتاب تمام عمر اہل عالم کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منور کرکے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ اذان جمعہ کے دوران ظاہری آنکھوں سے روپوش ہوگیا (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

قادریم نعرۂ یا غوث اعظم مے زنم   دم ز شیخ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم

محمد عبدالحکیم شرف قادری بریلوی
مدرس اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

اردو ڈائجسٹ پرنٹرز، سرکلر روڈ۔ لاہور

اِستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

فتوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی جعل الاذان علم الایمان وسبب الامان وسکینۃ الجنان ومنفاۃ الاحزان ومرضاۃ الرحمٰن والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من رفع اللہ ذکرہ واعظم قدرہ فبذکرہ زان کل خطبۃ واذان وعلی الہ وصحبہ الذاکرین ایاہ معذکر مولاہ فی الحیٰوۃ والموت والوجدان والفوت وکل حین واٰن واشہد ان لا الٰہ الا اللہ الحنان المنان وان محمدا عبدہ ورسولہ سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ المرضیین لدیہ ما اذن اذن لصوت الاذان قال الفقیر عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی سقاہ المجیب من کاس الحبیب عذبا وفراتا وجعلہ من الذین ہم اھل الایمان والصلوٰۃ والاذان احیاء وامواتا اٰمین الٰہ الحق اٰمین۔

سلہ تمام تعریفیں اس قدرت والے حق جل وعلا کیلئے جس نے اذان کو ایمان کی علامت امن کا سبب دل کا اطمینان اور غموں کے دور کرنے کا ذریعہ رحمٰن کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ کامل و اکمل صلوٰۃ وسلام اس ذات مقدس پر جن کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے بلند فرمایا اور جن کی قدر کو عظمت بخشی چنانچہ آپ کے ذکر سے ہر خطبہ اور اذان کو زینت بخشی اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو آپ کے سرکار کے ذکر کے ساتھ زندگی موت حیات، کسی چیز کے پانے یا کھو جانے کے وقت اور ہر گھڑی ہر ساعت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آقا و مولا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین بندے اور رسول، جن و انس کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر آپ کی آل پاک پر صحابہ کرام پر اس وقت تک رحمت نازل فرمائے جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں۔ فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے حبیب کے پیالے سے ٹھنڈا میٹھا پانی پلائے اور اسے ان لوگوں سے کرے جو زندگی اور موت میں ایمان، نماز اور اذان والے ہیں۔ آمین ۔۔ شرف قادری

الجواب

بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا۔ امام ابن حجر مکی و علامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذِ صاحبِ درمختار علیہم رحمۃ الغفار نسان کا یہ قول نقل کیا[1] اما المکی ففی فتاواہ و فی شرح العباب و عارض و اما الرملی ففی حاشیۃ البحر الرائق[2] و مرض۔ حق یہ ہے کہ اذان مذکور[3] فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرعِ مطہر سے اوس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرماتے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا۔ قائلانِ جواز کے لئے اسی قدر کافی۔ جو مدعیٔ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوٰے ثابت کرے پھر بھی مقامِ تبرّع میں اگر فقیر غفر اللہ تعالٰے لہ بدلائلِ کثیرہ اس کی اصل شرعِ مطہر سے نکال سکتا ہے جنھیں بہ قانونِ مناظرہ اسانیدِ سوال تصور کیجئے فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق دلیلِ اول وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوالِ نکیرین ہوتا ہے شیطانِ رجیم (کہ اللہ عزوجل صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد و زن کو حیات و ممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے والعیاذ بوجہ العزیز الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امامِ اجل سفیانِ ثوری رحمہ اللہ تعالٰے سے روایت کرتے ہیں ان المیت اذا سئل من ربک ترائی لہ الشیطٰن فیشیر الی نفسہ ای انا ربک فلھذا ورد سوال التثبیت لہ حین یسئل یعنی جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے شیطان اس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں اس لئے حکم آیا کہ میت کے لئے ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں ویؤیدہ من الاخبار قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند دفن المیت اللھم اجرہ من الشیطٰن فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل ما دعا[4]

[1] علامہ ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ اور شرح عباب میں نقل کیا اور اس قول پر معارضہ قائم کیا علامہ رملی نے بحر الرائق کے حاشیہ میں نقل کیا اور اس قول کو ضعیف قرار دیا ۱۲ [2] جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے ۱۲ [3] بہ طورِ احسان ۱۲ [4] خدا کی پناہ ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذلک یعنی وہ حدیثیں اس کی مؤید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا کیوں فرماتے، اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا اذن المؤذن ادبر الشیطٰن ولہ حصاص "جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے" صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا اخرجہ[1] الامام ابوالقاسم سلیمٰن بن احمد الطبرانی فی اوسط معاجیمہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا" (۱۳۰۲) میں اس مطلب پر بہت احادیث نقل کیں اور جب ثابت ہو لیا کہ وہ وقت عیاذاً باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور ہمیں حکم آیا کہ اس کے دفع کو اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشاد شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد و اعانت ہوئی جس کی خوبیوں سے قرآن و حدیث مالا مال۔ دلیل دوم امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایۃ) وسوی علیہ سبح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسبح الناس معہ طویلاً ثم کبر وکبر الناس ثم قالوا یا رسول اللہ لم سبحت (زاد فی روایۃ ثم کبرت) قال لقد تضایق علی ھذا الرجل الصالح قبرہ حتی فرج اللہ تعالیٰ عنہ یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ، فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہا کئے،

[1] یہ حدیث امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۱۲ اشرف قادری

پھر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے وہ تکلیف اس سے دور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔ علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ای مازلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجہ اللہ یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔ اقول اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے۔ اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنت ہوا۔ غایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو ان کی زیادت نہ معاذ اللہ مضر، نہ اس امر مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمت الٰہی اتارنے کے لئے ذکر خدا کرنا تھا۔ دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو دربارۂ تلبیہ[1] اجلہ صحابۂ عظام مثل حضرت امیر المؤمنین عمر و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا۔ ہدایہ میں ہے لاینبغی ان یخل بشیئ من ھذہ الکلمات لانہ ھو المنقول فلا ینقص عنہ ولو زاد فیھا جاز لان المقصود الثناء واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہا اھ ملخصًا یعنے ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول ہیں تو ان سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالٰی کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنے رسالہ "صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین" (۱۳۰۶ھ) وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔ دلیل سوم بالاتفاق سنت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں

[1] وہ کلمات جو احرام باندھتے وقت اور اس کے بعد کہے جاتے ہیں لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ والملک لک لاشریک لک ۱۲ اشرف لاہوری ۔

مثبت کہ میت کے پاس حالتِ نزع میں کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اسے سن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لَقِّنُوا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ رواہ احمد و مسلم و ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری وابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہم اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالٰی خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطانِ لعین کے بہلانے میں نہ آتے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مردہ ہے اور اسے بھی کلمۂ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالٰی جواب یاد ہو جائے اور شیطانِ رجیم کے بہکانے میں نہ آتے۔ اور بے شک اذان میں یہی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اس کے تمام کلمات جوابِ نکیرین بتاتے ہیں۔ ان کے سوال تین ہیں مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے؟ مَادِیْنُکَ تیرا دین کیا ہے؟ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذَا الرَّجُلِ تو اس مردِ یعنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ اب اذان کی ابتداء میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ سوال مَنْ رَّبُّکَ کا جواب سکھائیں گے، ان کے سننے سے یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشھد ان محمدًا رسول اللہ اشھد ان محمدًا رسول اللہ سوال ماکنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح جواب مادینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن و ستون ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ، تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعلیم ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا۔ اب یہ کلام سماعِ موتٰی اور تلقینِ اموات کی طرف منجر ہو گا۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ خاص اس مسئلہ میں

---

[1] یہ حدیث امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی، ابن ماجہ نے امام مسلم کی طرح حضرت ابوہریرہ سے اور امام نسائی کی طرح ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

کتاب مبسوط مسمّٰے بہ "حیاۃ الموات فی سماع الاموات" تحریر کر چکا جس میں پچھتر حدیثوں اور پونے چار سو اقوال ائمہ دین و علمائے کاملین و خود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مُردوں کا سُننا، دیکھنا، سمجھنا قطعاً حق ہے اور اس پر اہلسنت و جماعت کا اجماع قائم اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاندِ مبطل اور اسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کر دی یہاں اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ دلیلِ چہارم ابو یعلےٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اطفئوا الحریق بالتکبیر "آگ کو تکبیر سے بجھاؤ"۔ ابنِ عدی حضرت عبد اللہ بن عباس سے وہ اور ابن السنی و ابنِ عساکر حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے راوی حضور پُر نور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفئ النار "جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فکبروا ای قولوا اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و کرروہ کثیراً۔ مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے لکھتے ہیں التکبیر علٰی ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولذا ورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق "اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضبِ الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہٰذا آگ لگی دیکھکر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری"۔ وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول حکمت[1] در تکبیر گفتن براہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش بر جائے افتد و از دستِ شما بر نیاید کہ بنشانید تکبیر بگوید کہ آتش بہ برکتِ آں تکبیر فرو نشیند چوں عذابِ قبر بآتش است و دستِ شما باں نمی رسد تکبیر باید گفت تا مردگاں

حدیث ۹۸

حدیث ۹۹، ۱۰۰

[1] قبرستان والوں پر تکبیر کی حکمت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا رأیتم الحریق فکبروا "جب کسی جگہ آگ لگ جائے اور تم اسے بجھا نہ سکو تو تکبیر کہو کہ تکبیر کی برکت سے آگ بجھ جائے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ) جب قبر کا عذاب بھی آگ سے ہے اور تم اسے بجھا نہیں سکتے تو تکبیر کہو تاکہ مُردے دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں ۱۲ شرف لاہور ے ۔

از آتش و دوزخ خلاص پابند رہیں۔ یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا قرین سنت ہے تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانع سنیت نہ ہونا تقریر دلیل دوم سے ظاہر۔ دلیل پنجم ابن ماجہ و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعھا فی اللحد قال بسم اللّٰہ وفی سبیل اللّٰہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطٰن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر یعنی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ وفی سبیل اللہ۔ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے۔ پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا۔ امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرۃ تابعی سے روایت کرتے ہیں کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطٰن الرجیم یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔ ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی کانوا یستحبون اذا دفنوا المیت ان یقولوا بسم اللّٰہ وفی سبیل اللّٰہ وعلٰی ملۃ رسول اللّٰہ اللھم اجرہ من عذاب القبر و عذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم "مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملت پر، الٰہی اسے عذاب قبر و عذاب دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش"۔ ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اس کے دفع کی تدبیر سنت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اول سے واضح کہ اذان دفع شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصود شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔ دلیل ششم ابوداؤد و حاکم و بیہقی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کان النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ قال استغفروا لاخیکم وسلوا لہ بالتثبت فانہ الآن یسأل یعنے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد کرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جواب نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقف علی القبر بعد ما سوی علیہ فیقول اللھم نزل بک صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظہرہ اللھم ثبت عند المسئلۃ نطقہ ولا تبتلہ فی قبرہ بما لا طاقۃ لہ بہ یعنے جب مردہ دفن ہوکر قبر درست ہو جاتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے الٰہی ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا الٰہی سوال کے وقت اسکی زبان درست رکھو اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔ ان حدیثوں اور احادیث جلیل بجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے۔ امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانہ شاہی پر میت کی شفاعت و عذر خواہی کے لئے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہو کر دعا اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اسے اس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے نقلہ المولیٰ جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فی شرح الصدور[۱] اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحباب دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امام آجری فرماتے ہیں یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلاً والدعاء للمیت "مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کے لئے دعا کریں"۔ اسی طرح اذکار امام نووی وجوہرہ نیرہ و در مختار و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا اسفار میں ہے۔ طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحٰق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے بفتح العدیر

---

[۱] اسے علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے شرح الصدور میں نقل کیا ۱۲ شرف قادری

وبحر الرائق ونہر الفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا سنت سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی آستانہ جانا کہ اذان خود دعا بلکہ بہترین دعا سے ہے کہ وہ ذکر الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا تو وہ بھی اسی سنتِ ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنیت مطلق سے کراہتِ فرد پر استدلال عجیب تماشا ہے۔ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء "ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الدعاء الحمد للہ "سب دعاؤں سے افضل دعا الحمد للہ ہے"۔ اخرجہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما[1] صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے باوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا "تم کسی بہرے یا غائب سے دعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو"۔ دیکھو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔ دلیلِ ہفتم یہ تو واضح ہو لیا کہ بعد دفن میت کے لئے دعا سنت ہے اور علماء فرماتے ہیں آدابِ دعا سے ہے کہ اس سے پہلے کوئی عمل صالح کرے۔ امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے "آداب الدعاء منہا تقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ مرت د"۔ علامہ علی قاری حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ابو داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ وابن حبان نے روایت کی ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عمل صالح ہے تو دعا پر اس کی تقدیم مطابق مقصود سنت ہوئی۔ دلیلِ ہشتم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثنتان لا تردان الدعاء عند النداء وعند الباس "دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفار سے

حدیث ۱۴ — حدیث ۱۵ — حدیث ۱۶ — حدیث ۱۷

---

[1] اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا۔ امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ۱۲ [2] دعا کے آداب میں سے ہے کہ پہلے کوئی نیک عمل کیا جائے اور شدت کے وقت اللہ تعالٰی کا ذکر کیا جائے ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

لرزائی شروع ہو اخرجہ ابوداود وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء واستجیب الدعاء[1] جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔ اخرجہ ابویعلی والحاکم عن ابی امامۃ الباہلی وابوداود الطیالسی وابویعلی والضیاء فی المختارۃ بسند حسن عن انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما[2]۔ حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان اسبابِ اجابت دعا سے ہے اور یہاں دعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اس کے اسبابِ اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

دلیلِ نہم حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یغفر للمؤذن منتھی اذانہ و یستغفر لہ کل رطب ویابس سمعہ[3] اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے۔ اخرجہ الامام احمد بسند صحیح واللفظ لہ والبزار والطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ عند احمد و ابی داؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابن حبان من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصدرہ عند احمد والنسائی بسند حسن جید عن البراء بن عازب والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ ولہ فی الاوسط عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دعا زیادہ قابلِ قبول واقرب باجابت ہے اور خود حدیث میں وارد کہ مغفوروں سے دعا منگوانی چاہیئے۔ امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

---

[1] اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے سندِ صحیح سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ۱۲ [2] اسے امام ابویعلی اور حاکم نے حضرتِ ابوامامہ سے اور ابوداؤد طیالسی ابویعلی، ضیاء نے "المختارۃ" میں سندِ حسن سے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲ [3] اس حدیث کو امام احمد نے سندِ صحیح سے (لفظ انہی کے ہیں) بزاز اور طبرانی نے کبیر میں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اسی طرح امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی اور اس حدیث کے پہلے حصے کو امام احمد اور نسائی نے سندِ حسن جید سے حضرت براء بن عازب سے روایت کیا۔ طبرانی نے معجم کبیر میں ابوامامہ اور اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ۱۲

محمد عبدالحکیم شرف قادری

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا لقیت الحاج فسلم علیہ و صافحہ و مُرْہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ۔ جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔ پس اگر اہل اسلام بعد دفنِ میت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکم احادیثِ صحیحہ ان شاء اللہ تعالٰی اس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میت کے لئے دعا کرے کہ مغفور کی دعا میں زیادہ رجائے اجابت ہو تو کیا گناہ ہو بلکہ عین مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔ دلیلِ ۲ ہم اذان ذکرِ الٰہی ہے اور ذکرِ الٰہی دافعِ عذاب۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما من شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ۔ کوئی چیز ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔ رواہ[1] الامام احمد عن معاذ بن جبل وابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اور خود اذان کی نسبت وارد جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے۔ طبرانی معاجیم[2] ثلاثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں اذا اذن فی قریۃ امنہا اللہ من عذابہ فی ذلک الیوم و شاہدہ[3] عندہ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ اور بے شک اپنے بھائی مسلمان کے لئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل و علا کو محبوب و مرغوب، مولانا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح و دعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں فان الاذکار کلہا نافعۃ لہ فی تلک الدار۔ ذکر جس قدر ہیں سب میت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں۔ امام بدر الدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب "موعظۃ المحدث عند القبر" فرماتے ہیں مصلحۃ المیت ان یجتمعوا عندہ لقراءۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ۔

---

[1] اسے امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم نے روایت کیا ۱۲ [2] تینوں معجموں میں یعنی معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر میں ۱۲ [3] اس حدیث کی شاہد طبرانی کے نزدیک معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار کی روایت کردہ حدیث ہے ۱۲ محمد عبد الحکیم شرف قادری

میت کے لئے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ یارب مگر اذان ذکر محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع پہنچانا شرعاً مرغوب نہیں۔ دلیل یازدہم اذان ذکر مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہے اور ذکر مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باعثِ نزولِ رحمت۔ اولاً حضور کا ذکر عین ذکرِ خدا ہے امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالےٰ ورفعنا لک ذکرک میں فرماتے ہیں جعلتک ذکراً من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی "میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے" اور ذکر الٰہی بلاشبہ رحمت اترنے کا باعث۔ سیدِ عالم

حدیث ۱۳ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ "انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور

حدیث ۱۴ رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور چین اترتا ہے"۔ رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما ثانیاً محبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے۔ امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ "نیکوں کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی اترتی ہے"۔ ابو جعفر بن حمدان نے ابو عمرو بن نجید سے اسے بیان کر کے فرمایا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راس الصالحین "تو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں"۔ پس بلاشبہ جہاں اذان ہوگی رحمتِ الٰہی اترے گی اور بھائی مسلمان کے لئے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع کو پسند ہے نہ کہ ممنوع۔ دلیل دوازدہم خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مردے کو اس نئے مکان تنگ و تار میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم اور اذان دافعِ وحشت و باعثِ اطمینانِ خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب "سن لو خدا کے

حدیث ۱۵ ذکر سے چین پاتے ہیں دل"۔ ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نزل آدم بالھند واستوحش فنزل

له اس حدیث کو امام مسلم و ترمذی نے حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے [illegible] جس پر ہر بچہ رب کی رحمت ہے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے [illegible] شرف قادری

جبریل علیہ الصلوۃ والسلام فنادی بالاذان الحدیث "جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام جنت سے ہندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نے اتر کر اذان دی" پھر ہم اس غریب کی تسکینِ خاطر ودفعِ توحش کو اذان دیں تو کیا برا کریں حاشا بلکہ
مسلمان خصوصاً ایسے بیکس کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند حضور سید عالم صلی حدیث نمبر ۲۳
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللّٰہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ "اللہ تعالٰی بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں ہے" رواہ[1] مسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللّٰہ فی حاجتہ ومن فرج عن مسلم کربۃ فرج اللّٰہ عنہ بھا کربۃ من کرب یوم القیٰمۃ "جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالٰی اس کی حاجت روائی میں ہو اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دور کرے اللہ تعالٰی اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس پر سے دور فرمائے" حدیث نمبر ۲۴
رواہ[2] الشیخان وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما دلیل سیزدہم مسند الفردوس میں حدیث نمبر ۲۵
حضرت جناب امیر المؤمنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی سے مروی قال رأنی النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم حزینًا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینًا فمر بعض اھلک یؤذن فی اُذنک فانہ درء الھم "یعنے مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم و پریشانی کی دافع ہے" مولی علی اور مولی علی تک جسقدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا فجربتہ فوجدتہ کذلک "ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا" ذکرہ[3] ابن حجر کما فی المرقاۃ اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ میت اس وقت کیسے حزن و غم کی حالت میں ہوتا ہے

---

[1] اس حدیث کو امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ [2] اس حدیث کو امام مسلم، بخاری اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ۱۲ [3] اسے ابن حجر نے ذکر کیا جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ۱۲

محمد عبد الحکیم شرف قادری

مگر وہ خاص عباد اللہ یا اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحبا حبیب جاء علی فاقۃ فرماتے
ہیں تو اس کے دفع غم و الم کے لئے اگر اذان سنائی جائے تو کیا محذور شرعی لازم آئے۔ حدیث
بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں طبرانی
معجم کبیر و معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پرنور
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ بعد الفرائض
ادخال السرور علی المسلم ؎ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب
اعمال سے زیادہ مسلمان کا خوش کرنا ہے ؎ نہیں نہیں دو تین میں حضرت امام ابن الامام سیدنا
حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں ان من موجبات المغفرۃ ادخالک السرور علی اخیک المسلم ؎ بے شک
موجبات مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔ دلیل چہاردہم قال
اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ؎ اے ایمان والو
اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا
ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون ؎ اللہ کا ذکر اس درجہ بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں ؎
اخرجہ احمد و ابو یعلیٰ و ابن حبان والحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ صححہ الحاکم وحسنہ الحافظ ابن حجر اور فرماتے
ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذکر اللہ عند کل شجر و حجر ؎ ہر سنگ و شجر کے پاس
اللہ کا ذکر کر ؎ اخرجہ الامام احمد فی کتاب الزہد والطبرانی فی الکبیر
عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ عبداللہ بن عباس رضی
اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لہا
حدا ثم عذر اہلہا فی حال العذر غیر الذکر فانہ لم یجعل لہ حدا

؎۱ خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا ۱۲ ؎۲ طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط میں ۱۲ ؎۳ اس حدیث کو
امام احمد ابو یعلیٰ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا
حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ۱۲ ؎۴ اس حدیث کو امام احمد نے کتاب الزہد میں اور
طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ شرف قادری

انتھی الیہ ولم یعذر احدًا فی ترکہ الا مغلوبا علی عقلہ وامرھم بہ فی الاحوال کلھا
"اللہ تعالٰے نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اس کے لئے ایک حد معین کر دی پھر
عذر کی حالت میں لوگوں کو اس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالٰے نے اس کے لئے کوئی
حد مقرر نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت
نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔ ان کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں الذکر
الکثیر ان لا ینتاھی ابدًا "ذکرِ کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو۔ ذکرھما فی المعالم وغیرھا
تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب و مرغوب و مطلوب و مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں
ہو سکتی جب تک کسی خصوصیتِ خاصہ میں کوئی نہیِ شرعی نہ آئی ہو اور اذان یقینًا ذکرِ خدا ہے
پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے۔ یہی حکم ہے کہ ہم ہر سنگ و درخت کے پاس
ذکرِ الٰہی کریں۔ قبرِ مؤمن کے پتھر کیا اس حکم سے خارج ہیں خصوصًا بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود
حدیثوں سے ثابت اور بہ تصریحِ ائمہ دین مستحب ولہٰذا امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارۂ
ملقنین فرماتے ہیں لا نجد لہ حدیثا مشھورًا ولا باس بہ اذ لیس فیہ الا ذکر اللہ
تعالٰی الجعولہ وکل ذلک حسن[1] "ہم اس میں کوئی حدیث مشہور نہیں پاتے اور اس میں کچھ
مضائقہ نہیں کہ اس میں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے۔ دلیلِ پانزدہم
امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں یستحب ان یقعد
عند القبر بعد الفراغ ساعۃ قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمہ ویشتغل القاعدون
بتلاوۃ القراٰن والدعاء للمیت والوعظ والحکایات لاھل الخیر والصالحین
"مستحب یہ ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک
اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآنِ مجید کی تلاوت اور
میت کے لئے دعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر و حکایت میں مشغول رہیں
شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المؤمنین
عثمان غنی رضی اللہ تعالٰے عنہ کہ فقیر نے دلیلِ ششم میں ذکر کی فرماتے ہیں قد سمعت عن

[1] ان دونوں حدیثوں کو معالم وغیرہ میں ذکر کیا ۱۲ محمد عبدالحکیم شرف قادری

بعض العلماء انہ یستحب ذکر مسئلۃ من المسائل الفقہیۃ" یعنے بہ تحقیق میں نے بعض علماء سے سنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلۂ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ "باعثِ نزولِ رحمت است" اور فرماتے ہیں "مناسبِ حال ذکرِ مسئلۂ فرائض است" اور فرماتے ہیں "کہ اگر ختمِ قرآن کنند اولیٰ وافضل باشد"۔ جب علمائے کرام نے حکایاتِ اہلِ خیر و تذکرۂ صالحین و ختمِ قرآن و بیانِ مسئلۂ فقہیہ و ذکرِ فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وہ صرف وہی کہ میت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور ان امور میں نزولِ رحمت تو اذان کہ بشہادتِ احادیث موجبِ نزولِ رحمت و دفعِ عذاب ہے کیونکر جائز بلکہ مستحب[1] نہ ہوگی۔ بحمد اللہ! یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر فائض ہوئیں ناظر منصف جانے گا کہ ان میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلہ علمائے اہلسنت وجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے تکمیلِ ترتیب و تسجیلِ تقریب سے ہر مقدمۂ منفردہ کو دلیل کامل اور ہر مذکورِ ضمنی کو مقصود و مستقل کر دیا والحمد للہ رب العالمین بایں ہمہ ع لاشک ان الفضل للمتقدم" ہم پر ان اکابر کا شکر واجب جنہوں نے اپنی تلاش و کوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس دشوار کام کو ہم پر آسان کر دیا جزاہم اللہ عنا وعن الاسلام و السنۃ خیر جزاء و شکر مساعیہم الجمیلۃ فی حمایۃ الملۃ الغراء و نکایۃ الفتنۃ العوراء و منحہم بفضل رسول نقی علی حمید و کرم یوم القضاء وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و

[1] بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ ان دلائلِ جلائل نے کالشمس فی وسط السماء واضح کر دیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بنظر عمومات شرع بوجوہ کثیرہ فردِ سنت ہے۔ رشید و بعض علماء جنہوں نے اس کے سنت ہونے کی تصریح فرمائی جیسے کہ قول امام ابن حجر مکی و علامہ خیر رملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے نقل کیا یہی معنے مراد لیتے ہوں کہ فردِ سنت ہے نہ کہ فرق سنت ولہٰذا مناسب کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں اگر وہ عوام سے تا ابی کیطرف جاتے دیکھیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱ے رحمت کے نازل ہونے کا سبب ہے ۱۲ ۲ے میراث کا مسئلہ ذکر کرنا حال کے مناسب ہے ۱۲ ۳ے اگر قرآن مجید کا ختم کریں تو اولیٰ اور افضل ہوگا ۱۲ ۴ے کامل ۵ے دلیل کو حجت کے مطابق ہونے کے حکم سے ۱۲ ۶ے بیشک فضیلت متقدمین ہی کو ہے ۱۲ ۷ے اللہ تعالیٰ انہیں ہماری طرف سے اور اسلام و سنت کیطرف سے بہترین جزا دے اور روشن ملت کی حمایت اور بھولی کی فتنے کی سرکوبی کیلئے ان کی خوبصورت کوششوں کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں پاکیزہ و بلند، محمود اور پسندیدہ رسول کی فضیلت اور ان کے احسان کی قیامت کے دن خوشخبری دے ۱۲ (ترجمہ از شرف قادری)

اللہ تعالٰی صحبہ والاولیاء الکرام آمین۔ تنبیہ جلیل: ماتقدم اول بحمد کلام پر مطلع ہونیوالا حاجت
ہدایت ابتجی پر نظر کرے کہ اذان میں اتباع شرع کے علاوہ میت اور ان احیاء کے لئے کتنے منافع ہیں
سات فائدے میت کے لئے (۱) بحولہ تعالٰی شیطان رجیم کے شر سے پناہ (۲) بدولت
تکبیر عذاب نار سے امان (۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا (۴) ذکر اذان کے باعث عذاب
قبر سے نجات پانا (۵) ببرکت ذکر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نزول رحمت (۶) بدولت
اذان دفع وحشت (۷) زوال غم و حصول سرور و فرحت۔ اور پندرہ احیاء کے لئے سات تو
یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم
دس نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی فضیلتیں علاوہ جاتا ہے (۸) میت کے لئے تدبیر دفع
شیطان سے اتباع سنت (۹) تدبیر آسانی جواب سے اتباع سنت (۱۰) دعا عند القبر سے
اتباع سنت (۱۱) بقصد نفع میت قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباع سنت (۱۲) مطلق ذکر کے
فوائد طاہرہ جن سے قرآن و حدیث مالامال (۱۳) ذکر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سبب
رحمتیں پانا (۱۴) مطلق دعا کے فوائد اٹھانا جسے حدیث میں مغز عبادت فرمایا (۱۵) مطلق
اذان کے برکات جن میں شیطان کا دور بھاگنا اور مغفرت اور ہر تر و خشک کی استغفار و شہادت
اور دلوں کو صبر و سکون و راحت ہے اور لطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔
اللہ اکبر، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی
الفلاح، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں، میت کے لئے
سات منفعتیں اور احیاء کے لئے پندرہ انہیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔
تعجب ہے کہ کیا ہوا کہ حضرات مانعین نے میت و احیاء کو ان فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع
سمجھا ہے! یہاں تو مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: من استطاع
منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے
تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔ [1] رواہ احمد و مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی
عنہما۔ پھر خدا جانے اس ہدایت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت

---

[1] حدیث کو امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ۱۲ شرف قادری

کہاں سے کہاں جاتی ہے واللہ الموفق۔ تنبیہ دوم حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نیۃ المؤمن خیر من عملہ "مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے" رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بے شک اس کا یہ چلنا محمود ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے (۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں (۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا (۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں (۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں (۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں (۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا (۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہبِ مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا (۸) امر الٰہی خذوا زینتکم عند کل مسجد کے امتثال کو جاتا ہوں (۹) جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا (۱۰) جاہلوں کو مسئلے بتاؤں گا دین سکھاؤں گا (۱۱) جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا (۱۲) علماء کی زیارت (۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار (۱۴) دوستوں سے ملاقات (۱۵) مسلمانوں سے میل (۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشادہ پیشانی مل کر صلۂ رحم (۱۷) اہلِ اسلام کو سلام (۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا (۱۹) ان کے سلام کا جواب دوں گا (۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا (۲۱، ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (۲۳، ۲۴) دخول و خروج میں حضور و آل حضور و ازواج حضور پر درود بھیجوں گا کہ اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و علی ازواج سیدنا محمد (۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا (۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا (۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اسے "یرحمک اللہ" کہوں گا۔ (۲۸، ۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا (۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دوں گا (۳۱، ۳۲)

۱؎ اس حدیث کو بیہقی نے حضرت انس اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ ۲؎ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو جانے والے ہر قدم کی تفصیل کرتا ہوں ۱۲ مشرف قادری

خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا اب اگر کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پا چکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا (۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔ (۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا (۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا (۳۸، ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سنت کروں گا۔ (۴۰) راہ میں لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلک من نیات کثیرۃ۔ تو دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم، پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہو گا اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیل قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جداگانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میت کے لئے دعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اس سے پہلے عملِ صالح کی تقدیم چاہئے یہ ادب دعا بجا لاتا ہوں الی غیر ذلک مما یستخرجہ العارف النبیل واللہ الھادی الی سواء السبیل۔ بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اسی قدر پائیں گے فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی[1] تنبیہ سوم جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلام نماز کے لئے ہے یہاں کونسی نماز ہو گی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و منافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے۔ ازانجملہ گوشِ مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور

لہ یہ چالیس نیتیں ہوئیں جن میں چھبیس علماء نے ارشاد فرمائی اور چودہ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خطوط کھینچے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— عہ اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی ہو

بچے کے کان[عہ] میں اذان دینی مستحب ہوگا ان کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "نسیم الصبا" میں ذکر کی۔ تنبیہ چہارم شرع مطہر کی اصل کلی ہے کہ جو امر مقاصدِ شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود اور حکم مطلق اس کے تمام افراد میں جاری و ساری جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہی شرعی وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسن مطلق حسنِ مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسنِ مطلق ہی اس پر دلیل قاطع اور بقاعدۂ مناظرہ اثباتِ ممانعت ذمۂ مانع، مع ہذا اصل اشیاء میں اباحت تو قائلِ جواز متمسک بہ اصل ہے کہ اصلاً دلیل کی حاجت نہیں رکھتا۔ اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع خصوصیت کے لئے منع خاص وارد ہونیکی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم و زبردستی ہی نہیں بلکہ دائرۂ عقل و نقل سے خروج اور مطمورۂ سفہ و جہل میں کامل ولوج ہے۔ علمائے سنت شکر اللہ تعالیٰ مساعیہم الجمیلۃ ان سب مباحث کو اعلیٰ درجہ پر طے فرما چکے ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ و دیگر قواعدِ نافعہ بدیعہ کی تنقیح بلیغ و تحقیق بازغ حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزہ من معجزات سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین سید العلماء سند الکملاء تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ و رزقنا برہ نے کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" و کتاب لاجواب "اذاقۃ الآثام لمانعی عمل المولد و القیام" وغیرہما میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ "اقامۃ القیامۃ علیٰ طاعن القیام لنبی تہامۃ" ۱۲۹۹ھ و رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" ۱۳۰۱ھ و رسالہ "نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا" ۱۳۱۲ھ وغیرہا تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں حضرات مخالفین با آنکہ ہزارہا بار گھر تک پہنچ چکے اگر ہمت فرمائینگے ان شاء اللہ العزیز وہ جواب با صواب پائیں گے جسکے انوار باہرہ و لمعات قاہرہ کے حضور باطل

[1] بعض احمق جاہل گوش مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس کی نماز تو بعد موت مولود ہوتی ہے یعنی نماز جنازہ یا اذان جو قبر پر کہو گے اسکی نماز کہاں ہے اذان گوش مولود کو نماز جنازہ کی اذان بتانا جیسے جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب قبر کی یہ ترکی کہ نماز جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعال ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعال نماز ہے جس دن کشف ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گر پڑینگے منافق سجدہ نہ کر سکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورۂ ن شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عہ بیوقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہوتا ہے ۱۲ اشرف لاہوری

عہ یہ رسالہ مبارکہ مکتبہ رضویہ کی طرف سے شائع ہو چکا ہے ۱۲ اشرف لاہوری

کی آنکھیں جھپکیں اور اس کی سہانی روشنیوں، دلکشا تجلیوں سے حق و صواب کے نورانی چہرے
دیکھیں و باللہ التوفیق و بہ المعین والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید
المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ الحمد للہ
کہ یہ رسالہ آخر محرم شریف ۱۳۰۶ھ سے دو جلسوں میں تمام ہوا واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

الجواب صحیح و یؤید کلام المجیب الدلیل الاول ما فی الحصن الحصین اخر التحولات العیلان نادی بالاذان
من حصن ای رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ و البزار عن سعد بن ابی وقاص و ابن ابی شیبۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم
الحرز الثمین للملا علی القاری علیہ رحمۃ الباری

اصاب المجیب
حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ

محب الرسول ۱۲۹۱
محمد عبد القادر

المجیب مصیب حررہ الفقیر عبد المقتدر
العثمانی القادری غفر اللہ لہ

عبد المقتدر ۱۲۸۹
مطیع الرسول

فقیر ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب عفی عنہ

نوری میاں صاحب مطہری
سید ابو الحسین احمد نور

صح الجواب

محب احمد قادری
عبد الرسول ۱۲۹۴

الجواب صحیح

محمد فضل المجید

فضل مجید

قد اصاب من اجاب

حافظ بخش محمد ۱۳۰۰

لقد اصاب المجیب ابو المظفر محمد امیر اللہ عفی عنہ

ابو المظفر محمد امیر اللہ

ان ہذا ہو الحق بالقراءۃ و الصادق بالعراء
محمد لائق علی عفی عنہ

سنہ ۱۲۸۴ عفی
محمد لائق علی

لقد صح الجواب
اللہم عط المجیب بالخیر لکاتبہ
فی الدارین آمین یا رب العالمین

محمد حسن ۱۲۸۳

نعم ما اجاب
بیملات ذات المحقق
ادام اللہ عمرہ و بسط ظلہ

فتوے صلاۃ خوانی بعد اذان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سامعہ خاتم اکرم حضرت خاتم العرفا سند الاولیا نور العارفین سراج السالکین سند السالکین مجمع الکمال المعنوی و الصوری حضرت سید
و مولانا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ تاجدار مسند مارہرہ مطہرہ ادام اللہ ظلہم علینا و علیٰ اہل السنۃ آمین
سجادہ مطہر حضرت خاتم المحققین امام المدققین سراج الفقہا بدر المحدثین تاج الفحول کہف الرسل جناب مولانا مولوی محمد عبد القادر
صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم و قدست فیوضاتہم آمین ۔ سنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ کہ اذان کے بعد صلاۃ جیسا کہ جامع مسجد مصطفیٰ آباد وغیرہ میں رواج ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا ۔

الجواب

اذان کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ[1] وسلام عرض کرنا کہ ملک عرب و مصر و شام وغیرہا بلاد دار الاسلام بلکہ خاص مسجد الحرام و مسجدِ اقدس مدینہ طیبہ میں مغرب کے سوا پانچوں وقتوں میں معمول ہے اور پانچسو برس سے زیادہ گزرے کہ ائمہ و علماء اس فعل پر تقریر و تسلیم کرتے آئے بیشک جائز و مقبول ہے اور اس میں کسی طرح محذورِ شرعی نہیں حضور سید پر نور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرِ اقدس ہر وقت ہر آن مسلمان کا ایمان ایمان کی جان جان کا چین چین کا سامان ہے والحمد للہ رب العٰلمین حضرت حق جل وعلا فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک "اونچا کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر" اور ارشاد فرماتا ہے انا اعطینٰک الکوثر "بیشک ہم نے تمہیں ذکرِ کثیر عطا فرمایا" اور فرماتا ہے ان شانئک ھو الابتر "بیشک تیرا بدخواہ خود ہی بے برکت ہے" قال فی المدارک ھو الابتر المنقطع عن کل خیر لا انت لان کل من یولد الی یوم القیٰمۃ من المؤمنین فھم اولادک واعقابک وذکرک مرفوع علی المنابر علی لسان کل عالم وذاکر الی اٰخر الدھر یبدؤ بذکر اللہ ویثنی بذکرک ولک فی الاٰخرۃ مالا یدخل تحت الوصف یعنی حق تعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے "تیرا دشمن ہی ہر خیر سے جدا ہے نہ تو کہ قیامت تک جتنے مسلمان پیدا ہوں گے سب تیرے بال بچے ہیں اور تیرا ذکر منبروں پر اور ہر عالم اور ہر ذکر کرنے والے کی زبان پر ابد الآباد تک بلند ہے ہمیشہ خدا کے نام سے ابتداء ہوگی اور اس کے برابر ہی تیرا ذکر کیا جائے گا اور تیرے لئے آخرت میں جو خوبیاں ہیں وہ بیان سے باہر ہیں" تو معلوم ہوا کہ تکثیرِ ذکرِ شریف حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرتِ حق تبارک و تعالیٰ کو محبوب اور معاذ اللہ ان کے ذکر کی کمی ان کے دشمنوں کی تمنا، قسم اس کی جس نے ان کے ذکر کو ابد الآباد تک رفعت بخشی کہ خدا ہی کا چاہا ہوگا اور ان کے دشمنوں کی تمنا کبھی نہ بر آئیگی، کروروں اسی امید میں ندمن کلا پیوند ہو گئے کہ کسطرح انکی یاد میں کمی واقع ہو مگر وہ خود ہی خاک میں ملتے گئے اور ان کا ذکر تو قیامت

---

[1] حدیث شریف میں ہے کہ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ علیہ بھا عشرا "جب تم مؤذن کی آواز سنو تو اسیطرح کہو جسطرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجیگا اللہ تعالیٰ اس پر اس درود کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائیگا" اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا (مسلم شریف جلد اول ۱۶۶) اس حدیث شریف میں درود شریف پڑھنے کا عام حکم ہے آہستہ ہو یا بلند آواز سے پھر یہ حکم مؤذن کو بھی شامل ہے کیونکہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ بھا عشرا "جس نے مجھ پر درود شریف بھیجا اللہ تعالےٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں بھیجے گا" شرف لاہوری ۔

تک بلند ہے جس سے ہفت آسمان و زمین گونج رہے ہیں و الحمد للہ رب العلمین ابن حبان اپنی صحیح اور ابویعلیٰ مسند میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اتانی جبریل فقال ان ربی و ربک یقول کیف رفعت ذکرک قلت اللہ اعلم قال اذا ذکرت ذکرت معی یعنی "مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے پاس جبرئیل نے آکر عرض کی میرا اور حضور کا پروردگار حضور سے ارشاد فرماتا ہے تم نے جانا میں نے کیونکر تمہارا ذکر بلند کیا میں کہا خدا خوب جانتا ہے کہا یوں کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تم میرے ساتھ یاد کیے جاؤ" ابن عساکر کعب احبار سے روایت کرتے ہیں سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحبزادہ سیدنا شیث علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وصیت کی کلما ذکرت اللہ فاذکر الی جنبہ اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "جب تو خدا کو یاد کرے اس کے برابر محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا نام لینا" خرابی اس کیلیے جو ان کا نام جپنے کو شرک بتائے اور فرمایا فاکثر ذکرہ فان الملئکۃ تذکرہ فی کل ساعاتہا "محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی یاد بکثرت کرنا کہ فرشتے ہر گھڑی ان کی یاد کرتے رہتے ہیں" حدیث شریف میں ہے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب شیئا اکثر من ذکرہ "جو کسی چیز کو دوست رکھتا ہے اس کی یاد بہت کرتا ہے" رواہ ابونعیم والدیلمی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مروی کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ذکر الانبیاء من العبادات و ذکر الصالحین کفارۃ "ذکر انبیاء کا عبادت ہے اور ذکر نیکوں کا کفارہ گناہ" رواہ فی مسند الفردوس عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وارد کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ "علی کا ذکر عبادت ہے" رواہ الدیلمی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سبحان اللہ! جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ اور تمام اولیاء کے ذکر کی یہ فضیلتیں ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ذکر ہے خوشی و شادمانی اور اللہ تعالےٰ کی برکت و مہربانی اس مسلمان کے لیے جس نے ان کے ذکر کو حرز جاں بنایا اور ہر وقت

۱؎ اس حدیث کو ابونعیم و دیلمی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ ۲؎ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ ۳؎ اس حدیث کو دیلمی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ ۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اور ہر آن اس میں مشغول رہ کر لطف ایمان اٹھایا بر خلاف اس طاغی سرکش کے جو ذوقِ ایمان سے دفعۃً ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے "ذکر رسول اللہ مطلقاً حسن نیست" اعوذ باللہ من خباثۃ العقیدۃ۔ درمختار میں ہے التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین و ھو بدعۃ حسنۃ "اذان کے بعد صلاۃ وسلام عرض کرنا شب دوشنبہ نمازِ عشاء ماہ ربیع الآخر ۷۸۱ھ ہجری قدسی میں حادث ہوا پھر جمعہ کے دن پھر دس برس بعد مغرب کے سوا سب نمازوں میں پھر دو دفعہ مغرب میں بھی اور یہ ان تازہ باتوں میں ہے جو نیک و محمود ہیں۔" امام محدث شمس الملۃ والدین سخاوی قول البدیع، پھر علامہ عمر بن نجیم نہر الفائق شرح کنز الدقائق، پھر فاضل محقق مولانا امین الملۃ والدین شامی رد المحتار علی الدر المختار میں فرماتے ہیں والصواب من الاقوال انھا بدعۃ حسنۃ "حق بات یہ ہے کہ وہ بدعتِ حسنہ ہے" واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدٍ المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

المجیب مصیب مثاب
والجواب صحیح وصواب
حررہ الفقیر عبد المقتدر القادری
العثمانی البدایونی غفر اللہ تعالیٰ لہ

عبد المقتدر ۱۲۸۹
مطیع الرسول

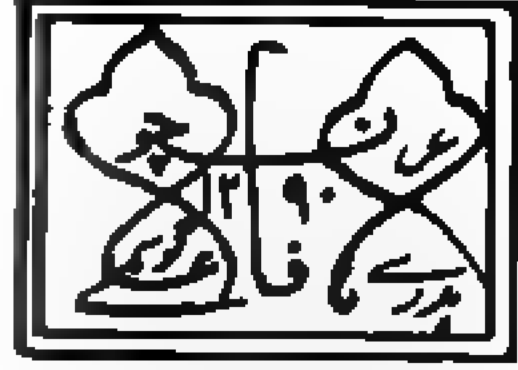


اصاب من اجاب
حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ

محب الرسول قادری ۱۲۹۱
عبد القادر

ؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ ؓ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
؎ رسول اللہ کا ذکر مطلقاً حسن نہیں ہے (ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ۱۲) شرف قادری

ذلک الجواب ہو الصواب



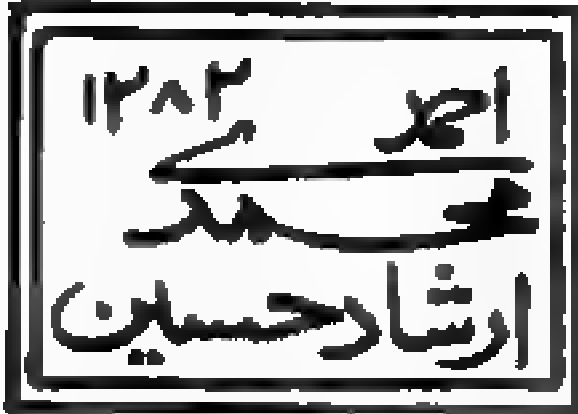
صح الجواب بلا ارتیاب



قد اصاب من اجاب



للہ در المجیب المثاب
حیث افاد و اطاب



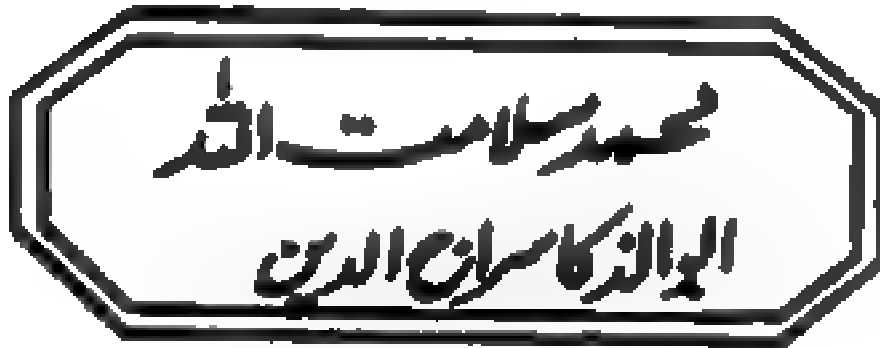
الجواب صواب



الحمد للہ ما اجاب بہ مولانا المحقق و استاذنا المدقق دام فضلہ و مد ظلہ فہو الحق بلا فریۃ و خلافہ باطل بلا مریۃ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الفقیر عبد الرحمن بن احمد القریشی غفر اللہ تعالیٰ لہ



نعم الجواب ہذا التحقیق للصدق و الصواب



ربنا الخبیر

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر!

اعلیحضرت قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ جنازے کے آگے بلند آواز سے ذکر کرنا۔ مولود شریف پڑھنا جائز ہے یا مکروہ بعض کتب فقہ میں اسے مکروہ تحریمی اور تنزیہی لکھا ہے اعلیحضرت قدس سرہٗ کے جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

اللہ عزوجل کا ذکر اصل مقصود اور تمام عبادات کی جان ہے "اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (میری یاد کیلئے ہمیشہ نماز ادا کرو) یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ (بندگانِ خدا کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں) وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (تم اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کیا کرو تاکہ کامیاب ہو جاؤ) حدیث شریف میں ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ (اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو حتیٰ کہ لوگ کہیں یہ پاگل ہے) ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس حدیث کو امام مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے روایت کیا اور امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کونسی چیز بہتر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ولذکر اللہ اکبر" (اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا ہے) یہ صحیح ہے کہ کتب حنفیہ میں جنازے کے ساتھ ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے لیکن تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ کراہت کا حکم کچھ عوارض غیر لازمہ کی وجہ سے ہے جیسا کہ علامہ خیرالدین رملی استاذ صاحب درمختار وغیرہ محققین نے تحقیق فرمائی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ذکر بالجہر سے ہمراہیوں کی توجہ یاد موت سے ہٹ جائیگی حالانکہ اس وقت آدمی کو موت کے خیال میں مستغرق ہونا چاہیئے اسی بنا پر فقہاء کرام نے کراہت کا حکم فرمایا انصاف کیجئے تو یہ حکم اس زمانِ خیر کے لئے تھا جب جنازے کے ساتھ چلنے والے کو یہ پتہ نہ چلتا کہ ہمارے دا ہنے ہاتھ پر کون ہے ہر شخص اپنی فکر میں مشغول ہوتا کہ یہ وقت اپنے لئے بھی آنا ہے اور پھر اس وقت کیا ہوگا؟ کیسے گذرے گی؟ اپنے اعمال کی حالت کیا ہے؟ گویا ہر شخص اس کو اپنا ہی جنازہ جانتا بلاشبہ جنازہ کے ساتھ چلتے وقت مناسب یہی حالت ہے اور اس حالت کے مناسب وہی کلیۃً خاموشی کہ سانس کے سوا اصلاً آواز نہ ہو جب زمانہ بدلا اور صدرِ اوّل کا سا خوف عام

مسلمانوں میں نہ رہا بہت سے لوگوں کیلئے بکثرت خاموشی خیال کی پریشانی کا باعث بنی اطبائے قلوب نے زبان سے آہستہ ذکر کا اضافہ فرمایا کہ، ۔ ان ارادان یذکر اللہ تعالیٰ یذکرہ فی نفسہ (اگر ذکر خدا کرنا چاہے تو آہستہ کرے) اس میں حکمت یہ تھی کہ خاموشی فی نفسہ تو امر مطلوب نہیں محض خاموشی سے ذکر خیر یقیناً بہتر ہے لہذا ارشاد ہوا ان لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ (تیری زبان ذکر الٰہی سے تر رہنی چاہیئے) پہلی شریعتوں میں خاموشی کا روزہ رکھا جاتا تھا ہماری شریعت مبارکہ نے اسے منسوخ فرما دیا مجوسیوں کے ہاں کھانے کے وقت خاموشی ضروری ہے ہماری شریعت میں مکروہ اور اس سے احتراز لازم ہے یہاں ایک وجہ سے خاموشی مطلوب تھی کہ زبان کے عمل کی وجہ سے توجہ منقسم نہ ہو آہستہ ذکر کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ دوسرے لوگ یادِ موت میں مصروف رہیں انکا خیال کہیں منتشر نہ ہو اب دیکھا کہ زمانہ بدلا اور اکثر لوگ غالباً ایسے ہی رہ گئے کہ جنازہ کے وقت اور دفن کے وقت اور قبروں پر بیٹھ کر فضول اور بے فائدہ باتوں دنیاوی تذکروں بلکہ ہنسی مزاح میں مصروف ہو جاتے ہیں ۔ النادر کالمعدوم ولا الفرد حکم (نادر معدوم ہوتا ہے اس کا الگ حکم بیان نہیں کیا جاتا جیسے کہ فتح القدیر شامی وغیرہ میں ہے) ایسے لوگوں کو ذکر خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیطرف مشغول کرنا عین صواب وکارِ ثواب ہے اسی لئے اطبائے روحانی نے بلند آواز سے ذکر کی اجازت دیدی کہ اسطرح ذکر خدا دل پر زیادہ اثر کرتا ہے وسوسے دور ہوتے ہیں ذکر کرنے والوں کی زبانوں اور سننے والوں کے کانوں کو مشغول کرتا ہے اور غافلوں کو لغویات سے روک کر ذکر کرنے اور سننے کیطرف بلاتا ہے یہ سمجھ لینا کہ مسلمان ایسے گئے ہیں کہ یاد کیوں بار بار توجہ دلانے کے متاثر نہیں ہونگے جہالت اور بدگمانی ہے ۔ جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کے متعلق اختلاف ہے کہ مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ان میں سے کس کو ترجیح ہے علماء میں بھی اختلاف ہے قنیہ میں کراہت تنزیہ کو ترجیح دی اور اسی پر فتاویٰ تمہ میں جزم فرمایا اور یہی تجرید و مجتبیٰ و حاوی و بحر الرائق وغیرہا کے لفظ ینبغی کا مفاد ہے اور ترک اولیٰ اصلاً گناہ نہیں جیسے کہ علما نے اس پر تصریح کی اور ہم نے رسالہ "جمل مجلیہ" میں اس کی تحقیق کی ہے اور عوام کو اللہ عزوجل کے ایسے ذکر سے منع کرنا جو شرعاً گناہ نہ ہو محض بدخواہی عام مسلمین ہے اس کا ارتکاب وہی شخص کریگا جو مقاصدِ شرع سے جاہل و ناواقف ہو یا مسلمانوں میں اختلاف ڈالکر اپنی رفعت و شہرت چاہتا ہو بلکہ ائمہ ناصحین تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ایسے ناپسندیدہ امر جن کا منع کرنا ضروری ہے جو بالاجماع حرام ہو بلکہ تصریح فرمائیں کہ عوام اگر کسی طرح یادِ خدا میں مشغول ہوں ہرگز منع نہ کئے جائیں اگرچہ وہ طریقہ اپنے مذہب میں حرام ہو ۔ مثلاً سورج نکلتے وقت نماز حرام ہے اور عوام پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے کیونکہ کسیطرح وہ خدا کا نام تو لیں اگرچہ کسی دوسرے مذہب پر اسکی صحت ہو سکے جیسے کہ درمختار اور حدیقۂ ندیہ میں ہے ۔ امام علامہ ناصح الامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی جنہیں علامہ طحطاوی جیسا فقیہ جلیل العارف باللہ

سیدی عبدالغنی النابلسی کے لقب سے یاد کرتے ہیں (ملک العلماء المحققین) کی کتاب مستطاب الحدیقۃ الندیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد ۲ مصری سے اعلیحضرت ایک طویل عبارت نقل فرما کر فرماتے ہیں اس کلام میں امام جلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کا خلاصہ ارشاد چند افادات ہیں (۱) سلف صالح کی عادت جنازہ میں یہ ہوتی کہ ناواقف کو معلوم نہ ہوتا کہ ان میں اہل میت کون ہے اور باقی ہمراہ کون ہے سب ایک سے مغموم و محزون نظر آتے لیکن اب حال یہ ہے کہ جنازے میں دنیاوی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں موت سے انہیں کوئی عبرت نہیں ہوتی انکے دل اس سے غافل ہیں کہ میت پر کیا گذری فرماتے ہیں بلکہ میں نے جنازے میں لوگوں کو ہنستے دیکھا تو ایسی حالت میں ذکر جہر کرنا اور تعظیم خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بلند آواز سے اظہار میں نصیحت ہے کہ انکے دلوں کے زنگ چھوٹیں اور غفلت سے بیدار ہوں (۲) نیز ذکر جہر میں میت کو تلقین ذکر کا فائدہ کہ وہ سن سن کر سوالات نکیرین کے جواب کیلئے تیار ہو (۳) سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شارع علیہ السلام کیطرف سے مسلمانوں کو ذکر خدا اور رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اذن عام ہے لہذا جبتک کسی خاص صورت کی ممانعت میں کوئی نص یا اجماع نہ ہو تو انکار مناسب نہیں (۴) نیز انہی امام عارف نے فرمایا آہی جو اس سے منع کرے اس کا دل کسقدر سخت اندھا ہے جنازے کے ساتھ ذکر خدا و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بند کرنے کی تو یہ کوشش اور بھنگ بکتی دیکھیں تو بیچنے والے سے اتنا نہ کہیں کہ یہ تجھ پر حرام ہے فرماتے ہیں بلکہ میں نے انہی ذکر جہر سے منع کرنیوالوں میں سے ایک کو دیکھا کہ اس سے تو منع کرتا ہے اور خود اپنی امامت کی تنخواہ بھنگ فروش کے حرام مال سے لیتا ہے ع با ماشراب خورد و بزاہد نماز کرد (۵) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں اکابر کرام کے یہاں عہد ہے جو اچھی بات مسلمانوں نے نئی نکالی ہم اس سے منع نہ کریں گے خصوصاً جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہو جیسے جنازے کے ساتھ قرآن مجید یا کلمہ شریف یا اور ذکر خدا و رسول کرنا جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۶) نیز امام ممدوح فرماتے ہیں جو اسے ناجائز کہے اسے شریعت کی سمجھ نہیں (۷) نیز فرماتے ہیں ہر وہ بات کہ زمان برکت توامان حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ تھی مذموم نہیں ہوتی (یعنی سلب کلی درست نہیں) ورنہ اسکا دروازہ کھلے تو ائمہ مجتہدین نے جتنی نیک باتیں نکالیں ان کے وہ سب اقوال مردود ہو جائیں (۸) فرماتے ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد سے کہ (جو شخص دین اسلام میں نیک بات نکالے اسے اسکا اجر ملے اور قیامت تک جتنے لوگ اس نیک بات کو بجا لائیں سب کا ثواب اس ایجاد کنندہ کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے) علمائے امت کیلئے اس کا دروازہ کھول دیا کہ نیک طریقے ایجاد کرکے جاری کریں اور انہیں شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملحق کر لیں یعنے جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عام اجازت فرمائی ہے تو جو نیک بات نئی پیدا ہوگی وہ نئی نہیں بلکہ حضور کے اس اذن عام سے حضور ہی کی شریعت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۹) فرماتے ہیں کہ شرع مطہر

میں اس سے ممانعت نہ آنا ہی اسکے جواز کی دلیل ہے اگر جنازے کے ساتھ ذکر الٰہی منع ہوتا تو کم از کم ایک حدیث تو اسکی ممانعت میں آتی جیسے رکوع میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے تو اسکی ممانعت کی حدیث موجود ہے تو جس چیز سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا وہ کبھی ہمارے زمانے میں منع نہیں ہو سکتی۔ (۱۰) نتیجہ یہ نکلا کہ اگر جنازہ کے تمام ہمراہی بلند آواز سے کلمہ طیبہ وغیرہا ذکر خدا اور رسول عز وعلا وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتے چلیں تو کچھ اعتراض نہیں بلکہ اسکا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ و صفحہ ۱۴۲ ملخصاً)

دیارِ مصر کے مفتی حضرت العلامہ شیخ عبدالقادر رافعی فاروقی حنفی "رد المحتار" المعروف بہ شامی کے حاشیہ تحریر المختار جلد ۱ صفحہ ۱۲۳ " میں فرماتے ہیں :۔

ونقل عن السید الطاهر الاهدل انه قال السنة وان كانت هنا السكوت لكن قد اعتاد الناس كثرة الصلوة على النبى صلى الله تعالى عليه وسلم و رفع اصواتهم بذالك وهم ان منعوا ابت نفوسهم عن السكوت والتفكر فيقعون فى كلام دنيوى وربما وقعوا فى غيبة وانكار المنكر اذا افضى الى ما هو اعظم منكرا كان تركه احب ارتكابا لاخف المفسدتين كما هو القاعدة الشرعية انتهى ملخصاً اھ

(سید طاہر اہدل سے منقول ہے کہ اس جگہ (جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے) اگرچہ خاموشی مسنون ہے لیکن آجکل، لوگ بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کے عادی ہیں انہیں اگر منع کیا جائے تو وہ خاموش ہو کر غور و فکر (یا د موت) کیلئے تیار نہیں ہوں گے بلکہ دنیا کی باتوں میں مصروف ہو جائیں گے اور اکثر کسی کی غیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اور قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ جب کسی (فی نفسہ) ناپسندیدہ چیز کے منع کرنے سے بڑی خرابی لازم آرہی ہو تو اس سے منع نہ کرنا بہتر ہے تاکہ نسبتاً کم خرابی کا ارتکاب ہو۔)

یعنی خاموشی سے غور و فکر کرنا اگرچہ ذکر بالجہر سے بہتر ہے لیکن آجکل کے ماحول میں لوگ دنیاوی اور بے فائدہ باتوں غیبت، جھوٹ، ہنسی مزاح میں مشغول ہو جاتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یقیناً بہتر اور مفید ہوگا اللہ تعالیٰ راہِ ہدایت و استقامت عطا فرمائے

★ ——————— : شرف لاہوری

Bookname:Ezzan-ul-Ajar Fi Azzan-nil-Qabar
BooknameAr:ربقلا ناذا یف رجالا ناذیا
Author:00000000-0000-0000-0000-000000000000^Molana Shah Ahmad Raza Khan^ناخ اضر دمحا ہاش انلوم
PublisherName:Maktaba Razwia
PublisherNameAr:ہیوضر ہبتکم
PublisherID:5d8920d9-5b6e-447e-82a2-1bf82d781949
PublishDate:01 January 1970
DescriptionEn:
CategoryId:dab680e3-e596-4033-957c-50298f14b59e
Scanned Date:04 December 2012
Language:Urdu
ISBN:
BookFolderName:wq